

# Anayetullah Ansari

Assistant Professor Department of URDU

RBGR Collage Maharajganj SIWAN Bihar

Contact No. 9031431678 / 6201471567

Email : [anayetullahansari@rediffmail.com](mailto:anayetullahansari@rediffmail.com)

## “ Meer Taqi Meer ki Ghazlgoi”

BA URDU (Hons) Part-I (Paper-II)

### “میر تقی میر غزل گوئی“

میر تقی میر غزل کے بادشاہ ہیں۔ ایک بلند درجہ فن کار اور ایک بڑے خالق جمال ہیں۔ انہوں نے شعر نہیں کہے بلکہ موتی پروئے یہی سبب ہے کہ ان کے تغزل اور تفکر دونوں میں غضب کی دلکش اور بلا کی دلاویزی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کاراز میر کی فن کاری اور صنائی میں ہے۔ فن کاری اور صنائی ان کے اظہار بیان، انداز و اسلوب، لب و لہجہ، تشبیہات و استعارات، علامات و اشارات اور الفاظ و زبان کے مجموعی امتزاج کا نام ہے۔

### تکرار لفظی، موسیقی اور غنائیت:

میر کو موسیقی کا گہرا شعور ہے۔ وہ ترنم اور چھوٹی بحریں استعمال کرتے ہیں وہ الفاظ کے استعمال میں غنائیت کو مد نظر رکھتے ہیں اور ان میں چھپے ہوئے سروں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لیے ان کے کلام میں موسیقی کے ساتوں سرمدھرے میں موجود ہیں وہ تکرار لفظی سے بھی موسیقیت پیدا کرنے میں ماہر ہیں۔ وہ اونچے سروں کو کم استعمال کرتے ہیں اور اس کے برعکس مدہم سر زیادہ استعمال کرتے ہیں میر نے فارسی عروض کو سلیقے سے برتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہندی چھندوں اور پنگل کو بھی استعمال کرنا خوب جانتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے کلام میں فارسی اور ہندی موسیقی کا سنگم جھلکتا ہے۔ وہ مصوتوں اور مصمتوں کے اتار چڑھاؤ سے موسیقی کے لے پیدا کرتے ہیں۔

اشک آنکھوں میں کب نہیں آتا  
لہو آتا ہے جب نہیں آتا

دل سے رخصت ہوئی کوئی خواہش

گر یہ کچھ ہے سبب نہیں آتا

○

عشق کا حوصلہ ہے شرط ورنہ  
بات کا کس کو ڈھب نہیں آتا  
تکرار لفظی سے موسیقی کے سروں کا استعمال میر کے ہاں عام ہے۔  
پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے  
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے

ہے  
کھانا کم کم کلی نے سیکھا ہے  
اس کی آنکھوں کی نیم خوابی سے  
سرہانے میر کے آہستہ بولو  
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

میر کی عظمت کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ دفتر کے دفتر بھی ان کو بیان کرنے میں عاجز ہیں۔  
مندرجہ بالا مختصر نکات میں محض ان بنیادوں کا خاکہ قلمبند کیا گیا ہے اور اس خاکے میں رنگ بھرنے  
کے لیے ڈھیروں کی تعداد میں رنگوں کی ضرورت ہے۔ میر کی عظمت متنازع مسئلہ نہیں لیکن بحث  
کی گنجائش موجود ہے۔ لیکن اس بحث سے میر کی عظمت کے نئے افق تلاش کئے جائیں گے۔  
جب تک اردو پڑھنے والوں کی تعداد موجود رہے گی میر کا نام اردو ادب کے درخشندہ ستارے کی  
مانند جگہ کا تار ہے گا۔

### تجربہ عشق:

میر کے والد میر تقی میر سے کہا کرتے تھے: ”بیٹا عشق کرو عشق ہی اس کا رخا نہ ہستی کو  
چلانے والا ہے۔ اگر عشق نہ ہوتا تو یہ نظام عالم قائم ہی نہ ہو سکتا۔ عشق کے بغیر زندگی و بال ہے۔“  
میر نے اپنے والد کے نصیحت کے مطابق عشق کیا اور ناکام ہوئے۔ اس ناکام نے میر میں محرومی  
پیدا کی۔ یہ تجسسی تجربات میر کی شاعری کی جان ہیں۔

سب پہ جس بار نے گرائی کی اس کو یہ ناتواں اٹھا لایا  
دل مجھے اس گلی میں لے جا کر اور بھی خاک میں ملا لایا  
ابتدا ہی میں مر گئے سب یار عشق کی کون ایتھا لایا

### ندرت ادا:

میر طرز ادا کے امام تھے وہ ہر لطف طرز ادا کے ذریعے شعر میں حرکت اور زندگی پیدا کر

دیتے تھے۔ ان کے کلام میں چونکہ باتیں ہی باتیں ہیں۔ اس لیے اکثر و بیشتر اشعار میں سوال و جواب کا پیرایہ بیان اختیار کیا ہے۔

میر اشور سن کے جو لوگوں نے کہا پوچھنا تو کہے ہے  
کیا

جسے میر کہتے ہیں صاحبو! یہ وہی تو خانہ خراب ہے

### خطابیہ انداز:

میر کو باتیں کرنے کا انداز پسند تھا۔ اس لیے وہ اپنے اشعار کو بات چیت کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی پیاری پیاری من موہنی باتیں دل میں اتر جاتی ہیں۔

میں جو بولا کہا کہ یہ آواز!  
اسی خانہ خراب کی سی ہے

o

کہتا ہے میر کے بے اختیار رو  
ایسا تو رو کہ رونے پہ تیرے ہنسی نہ ہو

### عام لہجہ اور بول چال کا انداز:

میر تقی میر کا لہجہ ملائم اور نہ تاثر ہے۔ وہ عیوب سے آہستگی سے بات کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں بول چال کا انداز پایا جاتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی پیاری پیاری میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہے۔ وہ محبوب کو آپ کے بجائے تو اور تم سے خطاب کرتے ہیں اور ان کا کلام میاں پیارے ارے صاحب سے بھرا ہوا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ عام لہجہ اور بول چال کا انداز اپنانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے روزمرہ اور محاورے کو سلیقے سے استعمال کیا ہے۔ میر اپنی شاعری کو باتیں کرنا کہتے ہیں۔ اس لیے شعر میں وہ کسی نہ کسی سے مخاطب ہونے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔

ہاتھ سے تیرے اگر میں ناتواں مارا گیا  
سب کہیں گے یہ کہ کیا اک نیم جاں مارا گیا

مولانا محمد حسین آزاد ”آب حیات“ میں لکھتے ہیں:

”میر صاحب کی زبان شستہ کلام صاف بیان ایسا پاکیزہ جیسے باتیں کرتے ہیں۔ دل کے خیالات کو جو کہ سب کی طبیعتوں کے مطابق ہیں محاورے کا رنگ دے کر باتوں باتوں میں ادا کر دیتے ہیں اور زبان میں خدا نے ایسی تاثیر دی ہے کہ وہی باتیں ایک مضمون بن جاتی ہیں۔“

## تصویر کشی:

میر نے حسن کی تصویر کشی بڑی عمدگی سے کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان معاملات کی ترجمانی میں ان کے یہاں رنگینی پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ سادگی کا حسن ان کے فن کو بیان کی رنگینی سے دور رکھتا ہے۔ اسی لیے رنگین بیانی ان کے فن میں نظر نہیں آتی۔ برعکس اس کے کلام میر میں نفاست اور لطافت ہے، صفائی اور ستھرا پن ہے، اور وہ اسی سے پہچانے جاتے ہیں۔ خواہ وہ کسی موضوع کو بھی فن کے سانچے میں ڈھالیں، ان کا یہ انداز بہر صورت قائم رہتا ہے:

میر ان نیم باز آنکھوں میں  
ساری مستی شراب کی سی ہے  
ناز کی اس کے لب کی کیا کہیے  
پگھڑی اک گلاب کی سی ہے

## میر کا انوکھا انداز:

میر کے کلام کی دلاویزی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ اپنے واردات اور حالات کو ایسے پرتائیز دل نشین اور انوکھے انداز میں بیان کرتے ہیں کہ ایک عالم چھا جاتا ہے اور بات دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ ان اشعار میں کتنی معمولی بات کہی گئی ہے لیکن کتنے سادہ، بلیغ اور موثر انداز میں:

کہتا ہے دل کہ آنکھ نے مجھ کو کیا خراب  
کہتی ہے آنکھ یہ کہ مجھے دل نے کھو دیا

لگتا نہیں ہا کہ صحیح کون سی ہے بات  
دونوں نے مل کے میر ہمیں تو ڈبو دیا

